



توشہ خاصہ، خوانہ ہفتہ رنگہ
پانچواں رنگہ

آئینہ

فرانسہ سے سرزمینِ ہسپانیہ کو ایک قدیم داستان
ایک ملکہ کو کہنا ہے، حسن و جمال، تاج و تخت، خدام
سب کچھ اس کے پاس تھا مگر ایک چیز.....

مارگریٹ ڈی انگولیم ✨ خالد فاطمی

<https://www.facebook.com/groups/372605677178945/>

لگا ہوں کی رسائی چارنو ہے۔ کاش! انھوں نے چہرہ شناسی سے
آگے، دل شناسی کی کوشش کی ہوتی تو شاید یہ سوال نہیں کیا جاتا۔ یہ
جواب خاصا معنی آفریں تھا۔ ملکہ الجھسی گئی اور ادائے خاص سے
بولی۔ ”پھر یہ خوش آمدیدی کی جائے کہ ہمارے ذہن اور وجہ معتمدی
سرکادل بھی کسی کے تھوڑا دور کسی کی طلب سے عاری نہیں ہے؟“
ایلی سر نے سر جھکا لیا اور خاموش رہا۔

”کون ہے وہ خوش طالع.....؟“ ملکہ اشتیاق سے بولی۔
ایلی سر کے سکوت سے ملکہ کی بے چینی بڑھتی گئی۔ اس نے غلط
موقعوں پر متعدد مرتبہ ایلی سر سے اس کی محبوبہ کے بارے میں جاننے کی
جستجو کی۔ ایلی سر نے ہر مرتبہ معذرت کر لی۔ ملکہ کو اندازہ تھا کہ ایلی سر جیسے
نفس طبع، خوش فکر اپنے شخصی کمالات میں یکساں لگانے بے شمار دوشیزاؤں
کے خوابوں میں رہنے والے کا انتخاب بھی بے مثل ہوتا چاہیے۔ ملکہ کے
مستقل ٹوکنے پر ایلی سر نے صرف اتنا اقرار کیا ”ہاں، بے شک میری
مطلوبہ دوز زمین پر قدرت کی صناعی کی شاہکار ہے۔“

ایلی سر کے اس بیان نے ملکہ کی آتش شوق اور ہمز کا
دی۔ اسے احساس تھا کہ مضبوط ارادے کا حامل ایلی سر انکار ہی کرتا
رہے گا اور یوں وہ بھی نہ جان سکے گی کہ ایلی سر اس کی مملکت کی
کس کل قام و خوش اندام پر فریفتہ ہے۔ سو ایک روز اس نے ایلی
سر کو بہ طور خاص خدمت میں طلب کیا اور نیا حربہ اختیار کیا۔ اس
نے کہا کہ اپنی ملکہ کی خواہش کی تعمیل ایلی سر جیسے وفا شعار درباری
بہر حال لازم ہے۔ اپنی محبوبہ کے نام کی انشائی سے ایلی سر کیوں
سب رنج

بہت زمانے پہلے کا واقعہ ہے، کاشاٹل کی ملکہ کے دربار میں
ایک اعلیٰ نسب درباری اپنی شرافت، ذہانت اور وجاہت کی وجہ
سے بہت مشہور اور مقبول تھا۔ ملک ہسپانیہ (اسپین) میں ہر شخص
اس کی عزت کرتا تھا اور اس کے گونا گوں اوصافِ حسنہ کا دل سے
قدرداں تھا۔ اس شخص کا نام ایلی سر تھا۔

امرا کے طبقے کی جانے کتنی خواتین اور دوشیزائیں اس کی
خوب روئی، خوش اطواری اور دانش مندی کی دل دادہ اور قرب کی
خواہش مند تھیں لیکن ایلی سر کو کبھی کسی سے کوئی علاقہ نہیں رہا تھا یا یوں
کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس کے قدموں میں کبھی لغزش نہیں
آئی تھی۔ کبھی کسی دوشیزہ نے اس سے اپنی شوقی فراواں کا اظہار بھی
کیا تو ایلی سر کی بے نیازی بلکہ بے اعتنائی سے خود ہی مایوس ہو گئی۔

کاشاٹل کی ملکہ بھی ایک ماہ بیکر عورت تھی۔ حسن و جمال کے
علاوہ اس میں ایک شاہانہ حکمت بھی بہ درجہ اتم تھی۔ ملکہ کو بھی اس
آن ہونی پر حیرت تھی۔ ایلی سر جیسا جوان رعنا اب تک اتنا تنہا
کیوں ہے اور دربار میں موجود ایک سے ایک شمشاد قد، لالہ رخ
دوشیزہ سے کھنچا کھنچا کیوں رہتا ہے۔ ایک روز ملکہ نے اپنے تجسس
کا اظہار ایلی سر سے کر دیا، اس نے پوچھا۔ ”تم ہر اعتبار سے ایک
ممتاز و منفرد شخص ہو ایلی سر! جہاں تک ہمیں معلوم ہے، کسی سے
تمھاری قلبی نوعیت کی کوئی نسبت نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہے؟“
ایلی سر نے موذبانہ جواب دیا۔ ”کوئی کلام نہیں، ملکہ عالیہ کی

میری ذات سے ہے۔ میری صرف اتنی التجا ہے کہ مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ رکھا جائے کیوں کہ بس یہی مستحق میری کائنات ہے۔
ایلی سر کی عرض گزار دی میں بڑی دل دوزی تھی۔

ملکہ نے بے نیازانہ لہجے میں کہا، ایسے لہجے میں جس سے نہ بے گامگی کا اعتبار ہوتا تھا نہ پکا گت کا۔ "ایلی سر اہم تم سے یہ دریافت نہیں کریں گے کہ تم نے ہمارے ہارے میں اس طرح سوچنے کی جسارت کیسے کی۔ ہم اس حقیقت سے واقف ہیں کہ دل بھی کسی کے تابع نہیں ہو سکتا۔ آدمی کو اپنے ہی دل پر اعتبار کی ضرورت نہیں۔ تم نے جس لمحہ کی سے اپنے اشتیاق اور شیطانی کا اعتبار کیا ہے، بے شک وہ بے حد متاثر کن ہے۔ ہم جانتا چاہیں گے کہ کب سے تم اس نکل شوق کی آب یاری کر رہے ہو؟"

ملکہ کے چہرے اور آنکھوں کی جانب ناکی سے ایلی سر کو اپنے خواہوں کی تصریح نہ آتی نظر آئیں۔ اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی منصف کے سامنے کھڑا ہو اور منصف اُس کے حق میں فیصلہ سنایا چاہتا ہو۔ امید و ہم کی کیفیت میں کھرے ایلی سر نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔ "مقررہ اسات برس سے۔"

"سات برس؟" ملکہ نے حیرت سے سوال کیا۔ "میں یقین نہیں آتا۔"
"ملکہ عالیہ کو یقین کرنا چاہیے۔" ایلی سر کی آواز تہمتی تھی۔
"کیا تم اپنے ہمارے حصول کے آرزو مند ہو؟" ملکہ نے چلکے انداز میں پوچھا۔

"ظلم جانتا ہے، یہ آرزو اُس کی حیثیت سے مناسبت نہیں رکھتی لیکن ستاروں کی توازش اور خواہوں کے کج ہو جانے کے سبب ہوتے رہتے ہیں۔ بے شک یہ ایک مجرور ہوگا، پھر ظلم سے بڑا خوش اقبال اور کامیاب شخص اور کون ہوگا۔"

ملکہ کسی جتنے کے ساتھ ایلی سر کو غور سے دیکھتی رہی پھر خسروانہ لہجے میں بولی۔ "میں اپنے یقین کے لیے تمہارے امتحان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔"

"کیا... کیا امتحان؟" ایلی سر پریشان حالی سے بولا اور اُس نے کسی تقدیر کے بغیر بلند آواز میں کہا کہ وہ ہر امتحان کے لیے تیار ہے۔ ملکہ حکم صادر کرے۔

"تم نے اپنے اعتبار سے پہلے سات سال ہماری طلب گاری میں گزارے ہیں۔" ملکہ کے لہجے میں دلیری بھی تھی اور اپنی مرتبت کا قطع بھی۔ اُس نے کہا۔ "جیسا تم کہہ رہے ہو اگر واقعی یہی کچھ ہے تو تم کسی بھی آزمائش سے گزر سکتے ہو۔ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ آج اس شہر سے چلے جاؤ، کسی ایسی جگہ جہاں سات برس تک تم

نہ ہمارے ہارے میں کچھ نہیں سکونہ رہیں۔ یہ سکو۔ تم ہماری طلب گاری لذت سے سات سال سے لطف اندوز ہو رہے ہو۔ ہم بھی ایسا ہی ایک تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تمہاری اشتیاق اس عرصے میں کتنی کامل رہتی ہے۔ تم نے یہ مدت ہماری خواہش کے مطابق گزار دی تو ہم تمہاری دست دس سے ڈور نہ ہوں گے۔ اسے ہمارا وعدہ تصور کیا جائے۔"

ایلی سر کو شبہ ہوا کہ ملکہ کا یہ عجیب و غریب فرمان مجھ سے نجات حاصل کرنے کا کوئی بہانہ ہے لیکن جلد ہی اُس نے یہ بدگمانی ذہن سے دور کی اور صدق دل سے سرفرم کیا۔ بے شک یہ عملی ثبوت ملکہ کے لیے اس کے سینے میں موج زن سمندر کا ایک عملی اظہار ہوگا۔ کہے ہوئے لفظوں سے کہیں زیادہ موثر۔ اُس کی آنکھیں نم ہو گئیں اور آواز جھرجھرائے لگی۔ اُس نے کہا۔ "ملکہ عالیہ اگر آپ اصرار نہیں کرتیں تو میں اسی طور پر باقی زندگی گزار دیتا اور حرفِ مذعاب بھی زبان پر نہ لاتا، سات برس تک آپ کا دیدار میرے لیے قوتِ حیات کا سرچشمہ رہا ہے۔ آئندہ بھی یہی ایک حقیقت میری سرستی کا سبب بنی رہتی لیکن اب مجھے اس سرخوشی سے محروم کیا جا رہا ہے۔ مجھ پر حکم کی تعمیل واجب ہے۔ یہ آپ کا حکم ہے اور میرے لیے صرف ایک ملکہ کا نہیں۔ میرے لیے تو یہ میری زندگی کی سب سے۔۔۔۔۔ ایلی کا گلزار عہدہ گیا اور اُس کی آواز اُس کا ساتھ نہ دے سکی۔

"ہم نے تم سے کوئی وعدہ کیا ہے۔" یہ کہتے ہوئے ملکہ نے اپنی انگلی سے انگلی اتاری اور ایلی سر کی جانب اُچھال دی۔ "انگوٹھی کے حصے کر دیے جائیں۔" اُس نے کہا۔ "ایک حصہ تم اپنے پاس رکھو دوسرا ہمارے پاس محفوظ رہے گا۔ یہ اس لیے کہ سات برس میں ہم تمہیں فراموش نہ کریں۔ اسے ہمارے عہد کی ضمانت سمجھا جائے۔"

ایلی سر نے انگلی کو بوسہ دیا اور دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ اپنے پاس رکھا دوسرا ملکہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ملکہ سے وصال کے وقت وہ بہت بے حال تھا۔ اُس کے جسم میں جیسے دم ہی نہیں رہا تھا۔ گھر بچنے کے اُس نے اپنے ملازمین فارغ کیے اور صرف ایک ذیلی ملازم کے ساتھ معلوم منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

سات برس تک وہ اپنے احباب اور متعلقین کی نظروں سے اس طرح غائب رہا جیسے زمین پر اُس کا وجود ہی نہ رہا ہو۔ یہ عرصہ اُس نے کسی ملازمین اور ہاتھوں میں گزارا، اس کی داستان طولانی ہے جنہیں دعویٰ مشتق ہے دعویٰ یہ کرب خوب سمجھ سکتے ہیں۔

کوئی نشہ ساطاری ہو جاتا تھا لیکن ان سات برسوں میں مجھے خود کو تلاش کرنے کا موقع ملا اور مجھ پر یہ عقدہ دابوا کہ کائنات ایک بہت بڑی حیرت ہے، تدرت حیرت۔ اور اس کا خالق اُس تمنائی پر اپنے اسرار کھولتا جاتا ہے جو اس کے مقرب خاص کا منصب پالیتا ہے، معبود پھر اُس پر اپنی نوازشیں ارزاں کر دیتا ہے۔ اور یہ زندگی کیا ہے؟ ایک ناپائدار شے انجام جس کا فنا ہے۔ حاصل زندگی روح ہے جو ایک قائم و دائم چیز ہے۔ روح کی طمانیت ہی مقصود و مطلوب ہونی چاہیے۔ اس دوران میرے شب و روز مشاہدے اور مطالعے میں بسر ہوئے، مجاہدے میں بھی۔ مجھ پر حیرتیں طاری ہوتی رہیں۔ میں انھیں کھوجتا اور اپنے اندر سمونارہا۔ سو یہ منکشف ہوا کہ عشق پھر اسی خالق حقیقی سے کیوں نہ کیا جائے جو سرچشمہ حیات اور منبع جزو کل ہے جس کی دست رس میں ارض و سما ہیں۔ جس نے آپ جیسی حسن و جمال کی شاہکار کو بھی تخلیق کیا ہے۔ اپنے آپ کو کم کر کے میں تو حقیقی اور دائمی مسرت کی تلاش میں تھا۔ میں تو کسی پناہ کا آرزو مند تھا۔

ان سات برسوں کے انتہاک و استغراق سے مجھے یہ پناہ نصیب ہو گئی۔ نشاط روح کے اس مرحلے تک رسائی میں مجھے بڑی اذیتیں جھیلنی پڑیں۔ ابتدائی زمانہ تو خاصے کرب میں گزرا۔ میں نے آزمائش کی یہ مدت اس لیے مکمل کی کہ آپ سے عہد کیا تھا اور بہر حال اس کی پاس داری لازم تھی۔ عہد بھی زنجیر کے مانند ہوتا ہے۔ آج میں یہ زنجیر توڑ رہا ہوں۔ میں وہ عشق آپ کو لونہا رہا ہوں جس نے مجھے کرب اور رسوائی کے بوا کچھ نہیں دیا۔ میں محترف ہوں کہ آپ بھی قدرت کا ایک کرشمہ ہیں اور اس کے بے پناہ، بے حد و حساب کمالات کا ایک خوب صورت تجرؤ۔

خدا آپ کا اقبال اور بلند کرے۔“

خط پڑھتے پڑھتے ملکہ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ دل ندامت اور ملال سے آلودہ تھا۔ اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کا جاہ و حشم، یہ لادشکر، عالی شان بام و در، اشاروں کے تابع خدام سب بیچ ہیں۔ اُس سے جیسے سب کچھ چھین لیا گیا ہے اور وہ بہت غریب بہت مفلس ہو گئی ہے۔

اُس نے چہار اطراف، دُنیا کے گوشے گوشے میں ہر کارے بھیجے۔ پہاڑوں جنگلوں، وادیوں اور بستیوں میں وہ ایلی سرکو ڈھونڈتے رہے مگر ایلی سرود بارہ اُن کے ہاتھ نہ آ سکا۔ ملکہ زندگی بھر اُس کبھی نہ واپس آنے والے کی راہ بھتی رہی۔



سات برس گزر گئے۔ ملکہ کی سواری ایک روز گر جا گھر جاری تھی کہ ایک دراز ریش پادری ملکہ کے قریب آیا اور احترام سے اُس کے ہاتھوں کا بوسہ لیا اور بند لگانے میں کوئی درخواست پیش کر کے جہوم میں گم ہو گیا۔ یہ کچھ روایت سی بن گئی تھی کہ ملکہ جب بھی گر جا گھر آتی، غریب اور ضرورت مند اُس کی خدمت میں مریضیاں پیش کرتے۔ عبادت سے فارغ ہوتے ہی ملکہ نے سب سے پہلے اسی لمبی داڑھی والے پادری کا لفافہ چاک کیا۔ لفافے میں موجود خط کے ساتھ انگوٹھی کا وہ نصف حصہ بھی تھا جو سات سال پہلے ملکہ نے ایلی سر کے سپرد کیا تھا۔

ملکہ کا اضطراب دیدنی تھا۔ خط پڑھنے سے پہلے اُس نے خدام کو حکم دیا کہ جس پادری نے اُس کی جناب میں یہ لفافہ پیش کیا ہے، فوراً اس کے رُوبہ رُود حاضر کیا جائے۔ شاہی عمال چاروں طرف دوڑائے گئے۔ پادری گھوڑے پر سوار تھا۔ خدام نے بہت جتوئی لیکن وہ کسی کو نظر نہیں آیا۔

اسی دوران ملکہ نے خط پڑھ لیا تھا۔ مندرج تھا۔

”ملکہ عالیہ! وقت بہت زبردست اور بے رحم اتالیق ہے۔ وقت نے مجھے عشق کی حقیقت سے آشنا کیا۔ اس دوران میں نے آپ سے اپنی نسبت کے متعلق بہت سوچا، سوچا کہ میرے مدتی عشق اور جنون عشق پر کیوں یقین نہیں کیا گیا۔ وقت نے مجھے تعلیم دی کہ اس عشق کی بنیاد آپ کا بے مثل حسن تھا مگر اس حسن میں تو صرف ایک خوبی تھی، رعنائی و دل کشی کی۔ حسن کو تو اور صفات سے بھی آراستہ ہونا چاہیے، جتنا جمال دیدہ، اتنا جمال نادیدہ۔ حسن کا تعلق تو سارے وجود سے ہے۔ ہمارا وجود ظاہر و باطن کا مجموعہ ہے۔ باطن بھی جمال آفریں ہو تو اصل حسن ہے۔ خوش فہمی، رحم دلی، جود و سخا، دانش و حکمت بھی تو حسن ہی کے مظاہر ہیں۔ یہ ظاہر کا جمال تو جلد فنا پذیر ہو جانے والا منظر ہے اور محض ظاہر کا فریب ہے۔ یہ بہت سنگ دل بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ سے مجھ پر بددھن ہونا پڑا۔ یہ عشق جس کا دعویٰ میں نے آپ سے کیا تھا، اُس کا کیف دائرہ کتنا عارضی ہے، یہ آپ کے جمال ظاہری کے ظہور سے آزاد ہو کے مجھ پر منکشف ہوا۔ میں نے جانا کہ عشق تو کسی مستقل مجاہد، ساری زندگی کا وظیفہ اور یک طرفہ قرینہ ہے اور لوہے کی سردی نہیں۔ اپنے عالم تہائی میں مجھ پر زندگی کے احوال واقعی بیان کیا تھا تو میرے اذعاس میں کوئی کھوٹ نہیں تھی۔ میرا دل تڑپتا تھا آپ کی طلب کا خواہاں تھا اور مجھ پر آپ کے تصور سے سب رنگ

گھوڑے سے اترنے اور زمین پر قدم بٹانے کے سرطے میں ملکہ کی نظروں سے یہ آئینہ خیمہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

شکار کے بعد ملکہ محل واپس آئی تو اس نے ایللی سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ رات کے کھانے کے بعد خلاف معمول اس نے ایللی سرکومل میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ ایللی سر ہزاروں امیدیں، آرزوئیں لیے محل میں پہنچا تو ملکہ کا کشیدہ چہرہ دیکھ کے سمجھ گیا کہ ملکہ نے کسی تنہید کے بغیر برکتی سے کہا۔ ”ایللی سر! شکار کے موقع پر تم نے ہم سے کوئی وعدہ کیا تھا اور تمہیں یاد ہوگا، ہم نے بھی کچھ کہا تھا۔ کیا تم نے دربار سے کنارہ کشی کا فیصلہ کر لیا ہے؟“

ایللی سر حیران ہوا اور شکستہ خاطر بھی۔ اس نے تمام تر شاہی آداب ملحوظ رکھے اور مایوسی سے بولا ”میں نے تو اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ ملکہ کو اس ماہ رُو کا چہرہ دکھا دیا ہے جو مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز و محترم ہے اور جس کا ثانی دنیا میں کوئی اور نہیں ہے۔“

”مگر ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا، کسی کو بھی نہیں۔“ ملکہ نیش کش سے دوچار نظر آتی تھی۔

”شکار گاہ میں عالی مقام ملکہ جب اپنی سواری سے اتر رہی تھیں تو انھوں نے ضرور کچھ دیکھا ہوگا۔“ ایللی سر نے دبی زبان سے کہا۔

ملکہ بے چہین ہونے لگی۔ اس نے سادگی سے کہا۔ ”ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔“

”کیا ملکہ نے غلام کے سینے پر موجود آئینے پر غور نہیں کیا؟“

”ہاں، ہاں“ ملکہ چونک کے بولی۔ ”ہم نے تمہارے سینے پر آویزاں آئینہ دیکھا تھا اور ہمیں اس آرائشی پہ حیرت ہوئی تھی۔“

”اور ملکہ نے آئینے میں بھی ضرور کچھ دیکھا ہوگا۔“ ایللی سر نے زبردستی سے کہا۔

خلوت گاہ میں ستا سا چھا گیا۔ ملکہ نے آتش بارنگاہوں سے ایللی سر کو دیکھا اور خاموش رہی۔ دیر تک سکوت چھایا رہا۔

ایللی سر کے لیے یہ بڑا نازک مرحلہ تھا۔ اس سے پہلے کہ ملکہ کوئی فرمان جاری کرتی، ایللی سر فریاد کناں لہجے میں عرض گزار ہوا۔ ”ملکہ عالیہ ادھی ناکس میری زندگی ہے۔ آپ کا حکم تھا اور عدم تعمیل کی صورت میں بڑی سخت آزمائش درپیش تھی اس لیے مجھے جرأت کرنی پڑی اور نہ میری پرستش مجھ تک محدود رہتی اور ایک حسین تصور میں زندگی گزار جاتی۔ تصور بے حقیقت بھی نہیں تھا۔ ملکہ اپنے ارادوں اور فیصلوں کی عکاسی ہے۔ اُسے کسی جواب دہی کی ضرورت نہیں۔ یہ راز میرے سینے میں محفوظ تھا، افشا کے بعد بھی یہیں جاگزیں رہے گا۔ اس کا تعلق

کرہیزاں ہے؟ کون سا اندیشہ اُسے اس زباں بندی پر مجبور کیے ہوئے ہے۔ ملکہ اس اخفا سے کیا مراد لے اور کیا نتیجہ اخذ کرے۔ یہ پہلو بھی ایللی سر کے پیش نظر ہونا چاہیے کہ اُس کی یہ روش ملکہ کے لیے رنج کا باعث ہو سکتی ہے۔ یہ سنگی اور گستاخی کے مترادف بھی ہے۔ بہتر ہے کہ ملکہ کو کسی غلط فہمی اور بدگمانی سے دُور رکھا جائے اور اگر اب بھی ایللی سر اپنی ضد پر قائم ہے تو ملکہ اُس سے انقطاع تعلق اور دربار سے محرومی کا فیصلہ سنانے میں حق بہ جانب ہوگی۔

ایللی سر اس تنبیہ آمیز فرمان سے آزرده بھی ہوا، فکر مند بھی۔ اُس کے چہرے پر زردی چھا گئی۔ اُس کے پاس مفر کا کوئی راستہ نہیں رہا تھا اور لب کشائی کا یارا بھی نہ تھا۔ ملکہ جواب کی منتظر تھی۔ ایللی سر نے جرأت کی اور جھجکتے ہوئے کہا۔ ”ملکہ عالیہ! اُس لطیف و نازک، پاکیزہ و عالی رتبہ ہستی کا نام زبان پر لانے کے لیے اس عاجز کو ایک مہلت استقامت چاہیے۔ آپ کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں۔ میری گزارش ہے، مجھے کچھ وقت عطا کیا جائے۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔ اب جب بھی آپ شکار گاہ کی طرف جائیں گی، میں اُسے آپ کے رُو بہ رُو کر دوں گا۔ مجھے یقین ہے، اُس لالہ رُوخ کی نظارگی سے آپ بھی باور کریں گی کہ وہ دنیا کی حسین ترین خاتون ہے، وہ تو سرتابا کوئی گلستاں ہے۔“

ملکہ وحشت کی حد تک مجتنب ہو چکی تھی۔ دوسرے ہی دن اُس نے آئینہ ہیر کو شکار گاہ روانگی کے احکام صادر کر دیے۔

آئینہ ہیر میں صرف تین دن باقی تھے۔ ایللی سر نے بھی ادھر حیریاں شروع کر دیں۔ اُس نے آہنی فریم میں نصب کر دیا ایک آئینہ اس طرح اپنے لباس میں سلوایا کہ آئینہ اُس کے سینے پر آویزاں ہو گیا۔ اُس زمانے میں حفاظت کے لیے جنگ اور شکار کے وقت لباس کا خاص حصہ آہنی ہوتا تھا۔ مقررہ دن مٹکی گھوڑے پر سوار، ہیرے موتیوں سے مزین لباس سے آراستہ، ایللی سر ملکہ اور درباریوں کی جلو میں شکار گاہ کے لیے روانہ ہوا۔ اس وضع قطع سونے اور چاندی سے کام کیا گیا تھا۔ سیاہ لوہی کے درمیان ہیرا نثکا ہوا تھا اور اس کے کناروں پر موتی جوے ہوئے تھے۔ درباریوں اور مصاحبوں میں جس کی نظر اُس پر پڑتی، دیکھتا رہ جاتا۔

شکار گاہ پہنچ کر ملکہ کی سواری کے قریب ایللی سر اپنے گھوڑے سے اتر اور سواری سے اترنے میں سہارا دینے کے لیے اُس نے ملکہ کی جانب ہاتھ بڑھایا، کچھ اس طرح کہ اُس کی عبا کا سامنے والا حصہ محل کیا اور اندرونی لباس پر آویزاں آئینہ عیاں ہو گیا۔

سہارے